سوال

(276) تحریق احادیث کے واقعات، روایۃ اور درایۃ حیثیت؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تحریق احادیث کے واقعات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی طرف منسوب کیۓ جاتے ہیں۔ روایۃ اور درایۃ کی کیا حیثیت ہے؟۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

حضرت ابوبکر سے منسوب واقعہ کو امام حاکم نے اپنی سند سے اس طرح روایت کیا ہے ("مسند الصدیق رضی اللہ عنہ "قال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی مسند الصدیق قال: الحاکم أبو عبداللہ النیسابوري حدثنا بکر بن محمد الصریفینی بمرو حدثنا موسی بن حماد ثنا المفضل ابن غسان ثنا علی بن صالح حدثنا موسی بن عبداللہ بن حسن بن حسن عن إبراہیم بن عمرو بن عبید اللہ التیمی حدثنا القاسم بن محمد قال: قالت عائشۃ: جمع أبي الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکانت خمسمائۃ حدیث، فبات لیلۃ یتقلب کثیرا، قالت: فغمنی فقلت تتقلب لشکوی أو لشیء بلغک؟ فلما أصبح قال: أي بنیۃ ہلمی الأحادیث التی عندک فجئتہ بھا فدعا بنار فأحرقھا وقال: خشیت أن أموت وہی عندک فیکون فیھا أحادیث عن رجل ائتمنہ ووثقت بہ ولم یکن کما حدثنی فأکون قد تقلدت ذلک (کنز العمال 1/5)

اس روایت کی سند میں ایک راوی علی بن صالح المدنی واقع ہیں۔ جن پر اس روایت کا مدار ہے، اور وہ مستور اور غیر معروف الحال ہیں۔ (قال بن کثیر: علی بن صالح لایعرف انتہی وقال فی التحریر وشرحہ ومثلہ ای الفاسق المستور وہو من لم تعرف عدالتہ ولافسقہ فی القول الصحیح فلایکون خبرہ حجۃ حتی تظہر عدالتہ)

معلوم ہوا کہ یہ واقعہ روایۃ ناقابل اعتماد ہے اور اگر بالفرض صحیح بھی ہو، ان لوگوں کے لیۓ جو حدیث کو حجت و دین نہیں مانتے کچھ مفید نہیں۔ تحریق کی وجہ حضرت صدیق اکبر نے خود ہی بیان فرمادی ہے (وہی خشیۃ ان یکون الذی حدثہ وہم فکرہ تقلد ذلک) تحریق کی وجہ یہ نہیں تھی کہ خارجیوں کی طرف وہ حدیث کو حجت شرعی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کو اس مجموعہ پر اطمینان واعتماد نہیں تھا اس لیۓ اس کا باقی رکھنا۔۔۔۔۔۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب واقعہ طبقات 5/177 ابن سعد میں بایں لفظ مروی ہے (قال القاسم بن محمد: ان الاحادیث کثرت علی عہد عمر بن الخطاب فانشد الناس ان یاتوہ بہا فلما اتوہ بہا امر بتحریقہا)

یہ حکایت بھی ناقابل التفات ہے۔ قاسم بن محمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہی نہیں۔ ان کی پیدائش 36ھ میں ہوئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ 23ھ میں شہید کیۓ گئے۔ اس طرح قاسم بن محمد حضرت عمر کی شہادت کے 13 برس بعد عالم وجود میں آئے، پس یہ حکایت سلسلہ سند کے نقطاع یعنی ارسال کی وجہ سے مردود ونا مقبول ہے۔

هذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب جامع الاشتات والمتفرقات

صفحہ نمبر 525

محدث فتویٰ